30
11
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۳؍ مارچ سنہ ۱۹۵۹ء
قیمت
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

دو نعمتیں

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ رواہ البخاری

عبداللہ بن عباس رضؓ سے روایت کی گئی انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو نعمتیں ہیں۔ ان میں بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک ان میں سے تندرستی اور دوسری فراغت

دنیا کی مثال

عَنْ جَابِرٍ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ قَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهٗ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهٗ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رواہ مسلم

جابر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیڑ کے ایک چھوٹے کانوں والے مرے ہوئے بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کون چاہتا ہے کہ یہ بچہ اُسے ایک درہم سے مل جائے۔ سب نے کہا (آپ تو ایک درہم پر لینا دریافت کرتے ہیں)۔ ہم تو کوئی چیز دے کر بھی نہیں لینا چاہتے آپ نے فرمایا خدا کی قسم البتہ دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ جتنا کہ یہ بچہ تمہاری نظر میں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ (رواہ مسلم)

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے بہشت ہے

نیکیوں کا اجر

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطِيْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلّٰهِ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا اَفْضٰى اِلَى الْاٰخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَةٌ يُجْزٰى بِهَا (رواہ مسلم)

انس رضؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ کسی نیکی کے بدلہ دینے میں کسی مومن پر ظلم نہیں کرتا۔ اس نیکی کے سبب سے دنیا میں اسے رزق بھی دیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی بدلہ دیا جائے گا۔ اور کافر جو کام اللہ واسطے کرتا ہے اس کے سبب سے اُسے دنیا میں رزق دے دیا جاتا ہے۔ جب وہ آخرت میں پہنچے گا۔ اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوگی جسکا اُسے بدلہ دیا جائے

جنت اور دوزخ کی مثال

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ (متفق علیہ)

ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھانک دیا گیا ہے اور بہشت کو طبیعت کو ناپسند آنے والے کاموں سے ڈھانکا گیا ہے۔

ایک پیشین گوئی

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ متفق علیہ

عمرو بن عوف رضؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی مجھے قسم تمہاری تنگدستی سے ڈر نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تمہارے متعلق یہ خطرہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں تم پر کشادہ کی جائیں گی۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئیں۔ پھر تم ان میں ویسی رغبت کرو گے۔ جس طرح انہوں نے رغبت کی تھی۔ اور وہ ساز و سامان تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ جس طرح پہلوں کو ہلاک کیا۔

فلاح کا ذکر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ كَفَافًا وَّقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا اٰتَاهُ رواہ مسلم

عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک نجات پا گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اُسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور جتنا اُسے خدا تعالےٰ نے دیا ہے۔ اس پر قناعت کرنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہو۔

میت کا ساتھی

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ متفق علیہ۔

انس رضؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ پھر دو واپس آجاتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے۔ میت کے ساتھ اس کا اہل اور مال اور عمل جاتے ہیں۔ پھر اہل اور مال لوٹ کر آجاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ ہی رہتا ہے۔

اپنا مال

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِهٖ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَالِ وَارِثِهٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ رواہ البخاری

عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں کوئی ایسا ہے جسے اپنے مال سے اپنے وارث کا مال زیادہ محبوب ہو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ مگر ہر ایک کو اپنا مال اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے آپ نے فرمایا ہر انسان کا اپنا مال وہ ہے جو آگے بھیج چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کے وارث کا مال ہے۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد ۴ ۳ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ ۱۳ مارچ ۱۹۵۹ء شمارہ ۴۴

مذہبی تعلیم کی اہمیت

مرکزی وزیر تعلیم نے لاہور کے ایک زنانہ مدرسہ میں تقریر کرتے ہوئے مذہبی تعلیم کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے ہم ان کی دل سے قدر کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہیں کہ وہ ہمارے وزیر تعلیم کو اپنے ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وزیر تعلیم نے کہا کہ میں ذاتی طور پر اس بات کا قائل ہوں کہ تعلیم بغیر مذہب کے بے معنی چیز ہے۔ کیونکہ بغیر مذہبی تعلیم کے انسان بننا ناممکن ہے اپنے وزراء کی زبانوں سے اس قسم کی باتیں ہم متواتر بارہ سال سے سن رہے ہیں۔ لیکن اب تک ان میں سے کسی کو ان پاکیزہ خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ خدا کرے کہ ہمارے موجودہ وزیر تعلیم کو ان پر عمل در آمد کرنے کی توفیق مرحمت ہو جائے۔

اس موقع پر ہم اپنے وزیر تعلیم سے یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ مذہب کے بغیر نہ صرف انسان نامکمل ہوتا ہے بلکہ وہ انسانیت کے مقام سے بھی گر جاتا ہے۔ مذہب ہی انسان کو صحیح معنوں میں انسان بناتا ہے۔ مذہب کے بغیر یہ دو ٹانگوں والا حیوان سب کچھ ہوگا لیکن انسان نہ ہوگا۔ موجودہ دور میں قرآن مجید کی تعلیم ہی انسان کو انسان بنانے کی کفیل ہے۔ کیا ہم امید رکھیں کہ تعلیمی کمیشن قرآن مجید کی تعلیم کو پرائمری سے لے کر ایم اے تک لازمی قرار دینے کی سفارش کرے گا

اگر کسی وجہ سے تعلیمی کمیشن یہ سفارش نہ کرے تو حکومت کا فرض ہے کہ وہ قرآن مجید کی تعلیم کو پرائمری سے لے کر ایم اے تک لازمی قرار دے۔ اس کے بغیر نیا نظام تعلیم بھی ہمارے قومی تقاضوں کو پورا نہ کر سکے گا۔

مجلس ذکر

قارئین کرام کو اس بات کا علم ہے کہ نماز تراویح کے اہتمام کی وجہ سے رمضان المبارک کے مہینہ میں مجلس ذکر کا انعقاد نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک ماہ تک اس عنوان کے تحت حضرت مولانا کے ارشادات گرامی ہدیۂ قارئین نہ ہو سکیں گے۔ رمضان المبارک کے بعد دوبارہ مجلس ذکر انشاء اللہ تعالیٰ ۱۶ اپریل ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگی۔ اور اس میں حضرت مولانا کی تقریر انشاء اللہ ۲۳ اپریل ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں پیش خدمت ہوگی۔

پاکستان کی اسلامی حکومت

کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور کرے
اِن سے نماز اور روزہ کی جبراً پابندی کرائے ورنہ

وہ عند اللہ مجرم ہوگی★

نقشہ اوقات سحری و افطاری

گزشتہ شمارہ میں ہم نے جو نقشہ اوقات سحری و افطاری شائع کیا تھا۔ اس کے متعلق یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ یہ نقشہ سالہا سال کی محنت کا نتیجہ ہے۔ اور اس کی تیاری میں ہر ممکن احتیاط کی گئی ہے۔ قارئین کرام اس نقشہ کو انشاء اللہ لاہور اور مضافات کے لئے درست پائیں گے۔ اس نقشہ میں بعض دوسرے شہروں کے اوقات سحری اور افطاری معلوم کرنے کیلئے بھی ہدایات دی گئی ہیں۔ ان ہدایات میں نہ سالہا سال کی محنت اور نہ احتیاط کو دخل ہے۔ اس لئے ان کی درستی کے متعلق وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ گزشتہ سال بعض مقامات سے ہمیں شکایات بھی موصول ہوئی تھیں کہ یہ ہدایات درست نہیں ہیں اور ان کے مطابق جو اوقات سحری اور افطاری برآمد ہوتے ہیں وہ بھی درست معلوم نہیں ہوتے۔ ان حالات میں ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان شہروں کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صحیح اوقات سحری و افطاری معلوم کرنے کے لئے مقامی علمائے کرام کی طرف رجوع کریں۔

رمضان المبارک کا احترام

حسب دستور سابق اس سال بھی لاہور کے فاضل ڈپٹی کمشنر نے ہوٹلوں اور ریسٹورانوں کے مالکوں نیز اشیائے خوردنی کے دوکانداروں کے نام ایک رسمی اپیل میں کہا ہے کہ وہ ماہ رمضان میں روزہ کے اوقات میں سرعام کاروبار نہ کریں نیز ڈپٹی کمشنر نے مسلمانوں سے بھی درخواست کی ہے کہ وہ سر بازار کھانے پینے سے پرہیز کریں۔ قومی رضاکار بازاروں اور محلوں میں جا کر یہ دیکھیں گے کہ اس متبرک مہینہ کا پوری طرح احترام کیا جا رہا ہے کہ نہیں۔

ہماری رائے میں ڈپٹی کمشنر لاہور کی یہ رسمی اپیل اسلام سے مذاق کے مترادف ہے۔ اگر تعزیرات پاکستان کے کسی دفعہ کی خلاف ورزی پر حکومت کی ساری مشینری حرکت میں آجاتی ہے تو رمضان المبارک کے احترام کے لئے حکومت صرف اپیل پر ہی کیوں اکتفا کرتی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی تعمیل کرانا حکومت کے فرائض میں سے نہیں ہے۔ ہم اس کے متعلق گزشتہ شمارہ میں عرض کر چکے ہیں کہ رمضان المبارک کا احترام کرانے کے لئے حکومت مارشل لاء کا ضابطہ جاری کرے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حکومت صرف اپیلوں کے ذریعہ سے ہی دیندار طبقہ کو بہلا کر خاموش کر دینا چاہتی ہے۔ اگر حکومت رمضان المبارک میں مجوزہ کرکٹ میچ اور دوسرے تفریحی مشاغل سینما وغیرہ پر پابندی عاید نہیں کرتی تو ظاہر ہے کہ احترام رمضان کی اپیل بادر ہوا ہے۔ ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر واقعی وہ رمضان المبارک کا احترام کرنا اور کرانا چاہتی ہے تو اس کیلئے ٹھوس اقدامات اختیار کرے ورنہ وہ عند اللہ و عند الناس مجرم ہوگی

لال دین آخگر بی اے بی ٹی

خیالات

تری نگاہوں سے پنہاں نہیں ہیں سود وزیاں
عطا ہوئی ہے وہ قدرت سے تجھ کو بینائی

ہزار جلوے جلانے کو اب بھی مائل ہیں
اگر ہو۔ طور میں تیرے وُہ جذب سینائی

ہیں لاکھوں جلوتیں قربان تیری خلوت پر
خُدا کے ذکر میں گزرے جو تیری تنہائی

وہ جس کے حکم سے کوہسار میں ہے خاموشی
وُہ جس کے لُطف و کرم سے ہے۔ نطق و گویائی

نجوم و مہر و قمر۔ غنچہ و گلِ رنگیں
اُسی کے چہرۂ انور کے ہیں۔ تماشائی

کتابِ شام و سحر میں نہیں فروعی نزاع
مری نگاہ میں عارف ہے مردِ صحرائی

ہزاروں وسعتیں پنہاں ہیں تجھ میں قلبِ حزیں
فقط خُدا کو ہے معلوم تیری پہنائی

ہو مجھ پہ نظرِ ترحّم شفیعِ روزِ جزا
نہ ہو جو عرصۂ محشر میں میری شنوائی

خُدا کی راہ میں قربان جان و دل کر دیں
سپردِ خاک کریں گے۔ یہ شانِ دارائی

عجب نہیں ہے کہ صحرا نورد ہے آخگر
سزا رہی ہے۔ محبت میں دشت پیمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۵ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۶ مارچ ۱۹۵۹ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برکتوں والے مبارک مہینے کی آمد

جس میں قرآن مجید نازل ہوا تھا

(شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○)

سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پارہ ۲

ترجمہ - رمضان کا وہ مہینہ ہے - جس میں قرآن اُتارا گیا - جو لوگوں کے واسطے راہنما ہے - اور ہدایت کی روشن دلیلیں - اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے - سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے - تو اس کے روزے رکھے - اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو - تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے - اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے - اور تم پر تنگی نہیں چاہتا - اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو - اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو - اس پر کہ اُس نے تمہیں ہدایت دی - اور تاکہ تم شکر کرو -

خصوصی شرف

سال کے بارہ مہینے شمار کئے جاتے ہیں - ان بارہ مہینوں کے عربی میں یہ نام محرم - صفر - ربیع الاوّل - ربیع الثانی - جمادی الاوّل - جمادی الثانی - رجب - شعبان - رمضان - شوّال - ذیقعد - ذی الحجہ - ان بارہ مہینوں میں سے اللہ تعالےٰ نے رمضان المبارک کو بہت سی خوبیاں عطا فرمائی ہیں - جن میں سے ایک یہ ہے - کہ اس مہینہ میں قرآن مجید نازل ہُوا ہے -

نزول قرآن مجید سے کیا مراد ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

"حدیث میں آیا ہے کہ صحف ابراہیمی اور تورات اور انجیل سب کا نزول رمضان ہی میں ہُوا ہے - اور قرآن شریف بھی رمضان کی چوبیسویں رات میں لوح محفوظ سے اول آسمان پر سب ایک ساتھ بھیجا گیا - پھر تھوڑا تھوڑا کر کے مناسب احوال آپ پر نازل ہوتا رہا - اور ہر رمضان میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ص قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت اور خصوصیت خوب ظاہر ہوگئی - اس لئے اس مہینے میں تراویح مقرر ہُوئی - پس قرآن کی خدمت اسی مہینے میں خوب اہتمام سے کرنی چاہیئے - کہ اسی واسطے مقرر اور معین ہُوا ہے -"

ص [illegible] رمضان کی فضیلت اور

دُوسری - ہُدًی للناس

ترجمہ - جو لوگوں کے لئے راہ نما ہے - مَیں احباب کرام سے عرض کیا کرتا ہوں کہ جب قرآن مجید راہنما یعنی راستہ دکھانے والا ہے تو اس کے معنی سمجھنے کے بعد انسان کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید کسی راہرو یعنی راستہ چلتے مسافر کے لئے ہی راہنما ہوگا - پھر غور کرنے سے یہی فیصلہ عقل میں آتا ہے کہ راہرو کلمہ گو مسلمان ہے - پھر یہ خیال بھی فوراً ہر عقلمند کے دل میں آئے گا - کہ راہنما تو ہُوا قرآن اور راہرو ہوا مسلمان - اس راہ رو (مسلمان) کی منزل مقصود کون سی ہے - جہاں یہ مسافر پہنچنا چاہتا ہے - وہ منزل مقصود ہے دربار رحمٰن - اللّٰھم اجعلنا منھم اس تفصیل کے معلوم ہونے کے بعد

ہر مسلمان کا فرض

ہے کہ اس راہنما کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھے - اور زندگی کا ہر لمحہ اس کی راہنمائی میں بسر کرے - تا آنکہ پیغام موت آئے - اگر بالفرض اپنے اندر اتنی استعداد نہیں ہے - کہ ہر وقت اور ہر معاملہ میں قرآن مجید سے استصواب رائے کر سکے - تو پھر ایسے عالم سے وابستہ ہو جائے - جو خود قرآن شریف کی روشنی میں چلتا نظر آئے - اور دوسرے احباب کو بھی اسی کی روشنی میں چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو - انشاء اللہ تعالےٰ اس طریقہ پر زندگی بسر کرنے سے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے یقین کامل ہے - کہ اس شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا - اور مرنے کے بعد قبر بہشت کا باغ بن جائیگی اللّٰھم اجعلنا منھم

تیسری بیّنٰت من الھدیٰ

اور (قرآن مجید میں ہدایت کی) روشن دلیلیں ہیں - مذکورۃ الصدر آیت میں قرآن مجید کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے - ترجمہ میں "روشن دلیلیں" کا لفظ ذکر کیا گیا ہے - روشنی کے مقابلہ میں دُنیا کی اصطلاح میں اندھیر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے - اور قاعدہ یہ ہے - کہ راستہ میں اگر مکمل روشنی ہو تو انسان بآسانی صحیح راستہ پر چلتا جائے گا - اور بھٹک نہیں سکے گا - اگر راستہ میں روشنی نہ ہوتی - تو مسافر کے بھٹک جانے کا منٹ منٹ میں خطرہ تھا - لہٰذا قرآن مجید کی اس صفت کا حاصل یہ نکلا - کہ جو شخص بھی اپنی زندگی میں اس کو راہنما بنا لے گا - وہ کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا - اور سیدھا دربار الٰہی میں پہنچ جائے گا - اللّٰھم اجعلنا منھم

چوتھی "والفرقان"

اس آیت میں قرآن مجید کی تیسری صفت "فرقان" بیان کی گئی ہے - جس کا ترجمہ "حق و باطل میں فرق کرنیوالا ہے" حق اور باطل کا مطلب یہ ہے - کہ جو چیز اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہے - وہ حق ہے - اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی

مرضی کے خلاف ہے

وہ باطل ہے - اب اللہ تعالےٰ کی مرضی یا نا مرضی بتلانے والا آسمان سے نازل شدہ اس وقت سطح دُنیا پر فقط قرآن مجید ہی

ہے - اب جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے مطابق حق پر چلے گا وہ حق پرست کہلائے گا - ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد دُنیا میں بھی شامل حال ہوگی اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رضاء الٰہی کے باعث اس کے دل میں اطمینان اور سکون ہوگا - اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کے ساتھ جو سلوک بھی ہوگا اس میں محبوب کی رضا سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے راضی رہے گا انشاء اللہ تعالےٰ ایسے شخص کا خاتمہ ایمان کامل پر ہوگا - اور اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی - اللّٰھم اجعلنا منہم - بخلاف اس کے جو شخص قرآن مجید کی راہنمائی کے باوجود اس کی مخالفت کرے گا - وہ باطل پرست کہلائے گا - ایسے شخص کو دُنیا کی زندگی میں بھی دل کا چین ہرگز نصیب نہیں ہوگا - خواہ دولت کے لحاظ سے کروڑ پتی کیوں نہ ہو - اور زمینداری کے لحاظ سے نواب صاحب کیوں نہ ہو - اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں صاف اعلان ہے (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا)

سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر (قرآن) سے مُنہ پھیرے گا - تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی + یعنی باوجود مال اور اولاد کی بہتات کے چین نصیب نہیں ہوگا -

قرآن مجید میں اس کی شہادت

(قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۷ پارہ ۱۰

ترجمہ - اور اُن کے خرچ کے قبول ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوئی - سوائے اس کے کہ اُنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا ہے - اور نماز میں سُست ہوکر آتے ہیں - اور ناخوش ہوکر خرچ کرتے ہیں - سو تو ان کے مال اور اولاد سے تعجب نہ کر - اللہ یہی چاہتا ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دُنیا کی زندگی میں انہیں عذاب دے - اور کفر کی حالت میں ان کی جانیں نکلیں -

پانچویں مبارک

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کی پانچویں صفت اس کا مبارک ہونا بیان فرمائی ہے - اس کا ثبوت ملاحظہ ہو -
(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے - جو اس سے پہلے تھیں - اور تاکہ تو مکّہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وُہی اس پر ایمان لاتے ہیں - اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

اس آیت کی مختصر تفسیر

اس آیت مبارکہ میں پہلی چیز یہ فرمائی گئی ہے - کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو نازل فرمایا ہے - آج سطح دُنیا پر کسی قوم کے ہاتھ میں کوئی ایسی کتاب نہیں ہے - جس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ اعلان ہو کہ میں نے اس کو نازل فرمایا ہے - اُمّت محمدیہ کی یہ خصوصیت ہے - کہ اس کے پاس اللہ تعالےٰ کی نازل کردہ آسمانی کتاب موجود ہے - دوسری چیز یہ ہے - کہ اس مقدس صحیفے کو با برکت فرمایا گیا ہے - مَیں عرض کرتا ہوں کہ انسان کو دو قسم کی برکتوں کی ضرورت ہے - نمبر اول دُنیاوی حاجتوں میں برکت کا محتاج ہے - الحمد للّٰہ ثم الحمد للّٰہ میں یقین سے کہتا ہوں - کہ اس مقدس قرآن کی بھی بڑی برکتیں ہیں - مثلاً ایک شخص کسی مسجد میں بیٹھ کر محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دُنیا کے تمام وسائل سے قطع تعلق کرکے بیٹھ جائے - اور مسلمانوں کے بچّوں اور بچّیوں کو فقط ناظرہ قرآن مجید پڑھانا شروع کر دے - اور نہ کسی سے طمع رکھے - اور نہ کسی سے مانگے - یہ ممکن ہے کہ ابتداءً آزمائش کے طور پر فاقوں تک بھی نوبت آئے - انشاء اللہ تعالےٰ اس امتحان میں کامیاب ہوگیا - تو پھر خدا تعالےٰ کے فضل سے وسعتِ رزق کے دروازے کھُل جائیں گے - اور بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی اس شخص کی خدمت کے لئے ملاءِ سافل مامور کر دیئے جائیں گے - کیونکہ وہ پاک ہستیاں اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہیں - اس لئے ان سے پردہ بھی نہیں ہے - اس لئے وہ اس اللہ تعالےٰ کے بندے کے گھر میں پتہ بھی لگا سکتے ہیں - کہ آج اس شخص کے گھر میں کس چیز کی ضرورت ہے - وُہ پھر جس شخص کو اس کی خدمت کا اہل سمجھیں گے - اس کے دل میں جا کر یہ خیال ڈالیں گے - کہ چلو فلاں شخص کے گھر میں فلاں چیز جا کر دے آؤ - اسی طرح پر خدا تعالےٰ پر بھروسہ کر کے اللہ تعالےٰ کے قرآن پاک کی خدمت کرنے والوں کی ضرورتیں تا دم زیست پوری ہوتی رہیں گی - و ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم - بشرطیکہ آدمی ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر سارا دن سویا نہ رہے - بلکہ خدا داد قوتوں کو اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک کی اشاعت میں صرف کر دے - پھر اللہ تعالےٰ اس کو رزق پہنچانے کا خود ذمہ لے لیتا ہے - اسی چیز کا

اعلان

قرآن مجید میں موجود ہے - ارشاد ملاحظہ ہو - (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ) الآیہ سورہ الطلاق رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ - اور جو اللہ سے ڈرتا ہے - اللہ اس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے - اور اسے رزق دیتا ہے - جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو - اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے - سو وُہی اس کو کافی ہے -

یہ نعمت اولیائے کرام کے دروازہ سے ملتی ہے

برادران اسلام - یقین کیجئے کہ یہ نعمت جو اُوپر عرض کر چکا ہوں - کہ ظاہری وسائل رزق سے قطع تعلق کر کے فقط اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے قرآن مجید کی اشاعت کرے - مَیں دوستوں سے کہا کرتا ہوں کہ اولیائے کرام کے دروازے سے یہ موتی ملا کرتا ہے - اللہ تعالےٰ اولیائے کرام کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے - اور جو زندہ ہیں - ان کے نفوس قدسیہ کو تا دیر سلامت رکھے - تاکہ اپنی توجہ کی برکت سے مخلوقِ خدا کو

ماسوئی اللہ سے توڑ کر ان کا عبدیت کا رشتہ خدا تعالےٰ سے جوڑتے ہیں۔ اللھم اجعلنا من اتباعھم۔

برادرانِ اسلام

یاد رکھئے۔ علماء کرام تو دین پڑھاتے ہیں اور اولیائے کرام اسی دین الٰہی کی روشنی میں خلق خدا کو ماسوئی اللہ سے توڑتے ہیں۔ اور ایک خدا تعالےٰ سے جا جوڑتے ہیں۔ یہ دونوں مقدس گروہ اپنے اپنے فرائض کو انجام دیتے ہیں۔ بقول شخصے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل آں را در دلے انداختند

ہاں ایک اور چیز

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بعض حضرات کو اللہ تعالےٰ جامعیت کا شرف بھی عطا فرماتا ہے۔ کہ وہ حضرات اپنی علمی قابلیت کے لحاظ سے اپنے متعلقین کو کتاب و سُنّت کا علمی پیغام بھی پہنچاتے اور ذہن نشین کراتے ہیں۔ اور اپنے متعلقین کی باطن کی اصلاح بھی فرماتے ہیں۔ اسی قسم کے جامع حضرات ہر دَور میں اللہ تعالےٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ اسی مقدس گروہ کے ایک فرد کامل ہمارے اس دَور میں امام الصالحین والمجاہدین والمحدثین حضرت مولانا و مقتدانا حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو حضرت مولانا مرحوم سے دونوں قسم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں۔ ان کے خدام میں سے جو درجۂ کمال تک پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں حضرت مولانا مرحوم کا صحیح معنی میں خلف الرشید بنائے۔ اور حضرت ممدوح کے فیوض کو آئندہ آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

چھٹی

(اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ؕ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ بیشک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے۔ جو سب سے سیدھی ہے۔ اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں۔ اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

حاصل۔ اس آیت سے دو چیزیں ثابت ہوئیں پہلی یہ کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کے دربار تک پہنچنے کے لئے سب سے سیدھا راستہ بتلاتا ہے۔ لہٰذا جس شخص کے دل میں یہ یقین ہو کہ مَیں نے دربارِ الٰہی میں حاضر ہونا ہے۔ تو اس کے لئے قرآن کی تابعداری کے سوا چارۂ کار نہیں ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم دوسری یہ کہ اس راستہ پر چلنے والوں کے لئے خوشخبری دیتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انہیں بہت بڑا اجر ملے گا۔ جس اجر کو اللہ تعالےٰ بھی اجر کبیر فرما رہا ہے۔ انسان اس اجر کا دُنیا میں رہتے ہوئے اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔

ساتویں

(وَمَا تَسْئَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ؏) سورہ یوسف رکوع ۱۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور آپ اس پر ان سے کوئی مزدوری بھی تو نہیں مانگتے۔ یہ تو صرف تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید تمام جہان والوں کی نصیحت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ نصیحت کے معنی خیر خواہی کے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اس چیز کو نہ مانے۔ جو رب العالمین نے اس کی خیر خواہی کے لئے لوح محفوظ سے اُٹھا کر بھیجی ہے اُس شخص سے بڑھ کر بھی دُنیا میں کوئی بدنصیب ہو سکتا ہے اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔

آٹھویں اور نویں

(قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید کو اس آیت میں دو لقبوں سے ملقب فرمایا ہے۔ ایک نور اور دوسرا مبین۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہے کہ جس انسان نے اللہ تعالےٰ سے بندگی کا معاملہ درست کرنا ہو تو وہ قرآن مجید کی روشنی میں درست کر سکتا ہے۔ اور جس شخص کو ایسی کتاب کی ضرورت محسوس ہو۔ جو بالکل واضح اور عام فہم ہو۔ جس کی تعلیم میں کوئی پیچیدگی نہ ہو۔ اور معمولی سے معمولی استعداد والا انسان بھی اگر عربی دان ہے تو اس کی عبارت ہی سُن کر اور اگر غیر عربی دان ہے۔ تو اس کا ترجمہ سُن کر ہی اللہ تعالےٰ کی مراد کو سمجھ سکتا ہے۔ تو ایسی کتاب دُنیا کی سطح پر فقط قرآن مجید ہے۔ ایسی عام فہم کتاب کے ہوتے ہوئے بھی جو انسان اس کی تابعداری نہ کرے۔ اور جو کہ اس بات کی ذمہ دار ہو کہ اپنی توفیق کے مطابق اس پر عمل کرے۔ تو دوزخ سے بچ جائے۔ اور رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کر کے ابدالآباد کے لئے بہشت میں جا پہنچے۔ اور پھر کہلائے بھی مسلمان میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر دُنیا میں کوئی بدنصیب آدمی نہیں ہو گا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

دسویں گیارھویں بارھویں

(يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اور (اس قرآن کے ذریعہ سے) سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

اس آیت میں قرآن مجید کی تین خوبیاں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی۔ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذوق رکھنے والوں کو سلامتی کے راستے سجھاتا ہے۔ اور اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات میں ایسی راہ نمائی کرتا ہے۔ جس سے انسان کو ہر موقعہ پر سلامتی ہی سلامتی نصیب ہو۔ دوسری۔ ہر شعبۂ حیات میں خواہ اخلاقی ہو یا معاشرتی۔ اقتصادی ہو یا سیاسی۔ ناکامی اور نامرادی کے گڑھے میں گرنے سے بچا لیتا ہے۔ تیسری۔ ہر شعبۂ حیات میں کج فہمی اور کج روی سے بچا کر سیدھے راستہ پر اپنے متبع کو لے جاتا ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

بدنصیب انسان

ہیں۔ وہ انسان جو ان بارہ خوبیوں والی کتاب پر ایمان نہ لائیں۔ یا ایمان لانے

کے بعد اس کی راہنمائی سے فائدہ نہ اٹھائیں - اور ہلاکت کے مندرجہ ذیل گڑھے میں جا گریں -

اس دعویٰ کی تائید

میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ملاحظہ ہو -
(وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ - اور جو میرے ذکر (یعنی قرآن مجید) سے منہ پھیرے گا - تو اس کی (دنیا کی) زندگی بھی تنگ ہوگی - اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے - کہیگا - اے میرے
تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا -
حالانکہ میں (دنیا میں) بینا تھا - فرمائے گا - اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں - پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا - اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے -

مذکورۃ الصدر آیات کی تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ ہو

خوش نصیب انسان

سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد خوش نصیب وہ انسان ہونگے جو قرآن مجید کی طرف اس طرح متوجہ ہوں - جس طرح شہد پر مکھیاں فریفتہ ہوکر آتی ہیں - اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ اللہ تعالےٰ کی مدد انکے شامل حال ہوگی - اور ان کی دنیا کی زندگی خوشگوار گزرے گی - جن کی خوشگواری کا اندازہ ایک مردودِ بارگاہ الٰہی ہونے والا انسان لگا ہی نہیں سکتا - اور یہ لوگ قیامت کے دن اندھے ہوکر نہیں اٹھیں گے بلکہ ان کی بینائی بالکل سالم ہوگی اور قیامت کے تمام مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے - ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے محروم نہیں کرے گا - اللّٰھم اجعلنا منھم

پھر نہ کہنا

اے قرآن مجید سے روگردانی کرنے والے مسلمانو - پھر نہ کہنا - کہ ہمیں دنیا کی زندگی میں ان قیامت کے دن پیش آنے والے حالات سے اطلاع نہیں دی گئی تھی - وما علینا الا البلاغ -

دنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو نظر انداز کرنے والوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوےٰ

(وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ○ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ○ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ○)
سورہ الفرقان رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ - اور اس دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا - کہے گا - اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا - ہائے میری شامت میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا - اسی نے تو نصیحت کے آنے کے بعد مجھے بہکا دیا - اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے - اور رسول کہے گا - اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے ظالموں کی قیامت کے دن آنکھ کھلے گی - اس دن حسرت کرکے یہ کہے گا - کاش میں دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہو جاتا - اور فلاں شخص کو اپنا دوست نہ بناتا - کیونکہ اسی نے تو مجھے گمراہ کر دیا تھا - حالانکہ میرے پاس اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام حق (یعنی قرآن) آچکا تھا - اور وہ شیطان جو دنیا میں ان لوگوں کا یار غار تھا - وہ اپنے دوستوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیگا - اپنے اندر قرآن مجید کی مخالفت کرنے کا احساس ہونے کے علاوہ اس کے ایسے لوگوں کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی عدالت میں دعوےٰ دائر کر دیں گے - کہ اے اللہ ان لوگوں نے دنیا کی زندگی میں قرآن مجید کو اپنی ضروریاتِ زندگی میں سے بالکل نظر انداز کر دیا تھا

اب ایسے بدنصیبوں کی حالت کا اندازہ لگائیے

کہ جن کی شفاعت پر عذاب الٰہی سے بچنے کی کچھ امید تھی - وہ بھی ان بدنصیبوں کے دشمن ہو گئے - شفاعت تو بجائے خود رہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کو سزا دلوانے کے لئے دعوےٰ دائر کر رہے ہیں

قرآن مجید کی مخالفت کرنے والوں کو قیامت کے دن خود بھی احساس ہوگا

اس کا ثبوت

(وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ڏ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ○ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ○ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ○ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ○ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ○ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ○ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ○ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ○ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ○ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ○ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ○ لَّا يَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ○) سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - اور جس کا اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا گیا - تو کہے گا - اے کاش میرا اعمالنامہ نہ ملتا - اور میں نہ جانتا - کہ میرا حساب کیا ہے کاش وہ (موت) خاتمہ کرنے والی ہوتی - میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا - مجھ سے میری حکومت بھی جاتی رہی (اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا) اسے پکڑ لو پھر اسے طوق پہنا دو - پھر اسے دوزخ میں ڈال دو - پھر ایک زنجیر میں جس کا طول ستر گز ہے - اسے جکڑ دو - بیشک وہ اللہ پر یقین نہیں رکھتا تھا - جو بڑا عظمت والا ہے - اور نہ وہ مسکین کے کھانا کھلانے کی رغبت دیتا تھا - سو آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں اور نہ کھانا ہے - مگر زخموں کا دھوون - اسے سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا -

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے

جن آیات کا ترجمہ آپ سن چکے ہیں - یہ سورہ الحاقہ کی ہیں - ان کے آگے چل کر قریب ہی یہ آیتیں آتی ہیں (اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○)
سورہ الحاقۃ رکوع ۲ پارہ ۲۹

ترجمہ - کہ بیشک یہ (قرآن) رسول کریم کی زبان سے نکلا ہے - اور وہ کسی شاعر کا قول نہیں - (مگر) تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو - اور نہ ہی کسی جادوگر کا قول ہے - تم بہت ہی کم غور کرتے ہو - وہ پروردگار کا نازل کیا ہوا ہے -

دُعا

اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآن مجید کی پیش کردہ برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس کی برکت سے دُنیا کی زندگی خوشگوار گزر جائے۔ اور آخرت میں اس کی برکت سے جنّت الفردوس کا داخلہ نصیب ہو جائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

رمضان شریف کے مبارک مہینہ کے متعلق

ارشاداتِ نبویہ ملاحظہ ہوں

پہلا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَرِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے ۔ کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ۔ جب رمضان (کا مہینہ) داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔ اور ایک روایت میں ہے ۔ بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ۔ اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں ۔ اور شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں ۔

دوسرا

عَنْ سھل بن سعد قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْجَنَّۃِ ثَمَانِیَۃُ اَبْوَابٍ مِنْھَا باب یسمی الریان لا یدخلہ الا الصائمون ۔ متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ سہل بن سعد سے روایت ہے کہا ۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا ۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ۔ ان میں سے ایک کا نام ریان ہے ۔ اس میں سے فقط روزہ رکھنے والے داخل ہونگے ۔

تیسرا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ متفق علیہ ۔ ترجمہ ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ۔ ایمان سے (یعنی سچ جانتا ہو شریعت کو اور رمضان کی فرضیت کا اعتقاد رکھتا ہو) اور واسطے طلب ثواب کے (یعنی نہ لوگوں کے ڈر سے اور نہ سُنانے دکھانے کے لئے رکھا) اس کے پہلے گناہ سب بخش دیئے جائینگے ۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کو کھڑا ہُوا ۔ ایمان سے اور واسطے طلب کرنے ثواب کے اس کے بھی پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائینگے ۔

مجھے یقین کامل ہے کہ کوئی کھرا ۔ سچا اور اصلی مسلمان

تو مغفرت کے ان اعلانات کو سُن کر غافل نہیں رہ سکتا ۔ بلکہ ضرور ہی اتنی معمولی سی کوشش کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے گزشتہ سب گناہ معاف کرانے کے لئے یقیناً کوشش کرے گا ۔

وہ مسلمان بڑا ہی بدنصیب اور بدقسمت

ہوگا کہ شاہنشاہ حقیقی کے ان اعلانات کے ہوتے ہُوئے مغفرت کا ٹکٹ حاصل نہ کرے ۔ اور جہنّم میں جانا منظور کرے ۔ جس جہنّم کی آگ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا ہُوا ہے ۔ کہ دُنیا کی آگ تو ایک ہمارا گرم ہے ۔ اور دوزخ کی آگ اس آگ سے انہتر ۶۹ حصّے زیادہ گرم ہے ۔ تو گویا کہ دُنیا کی آگ کی تیزی ایک درجہ اور دوزخ کی آگ کی تیزی ستّر حصّہ ہوگی ۔

چوتھا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا اِلٰی سَبْعِمِاَئۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْقَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَءٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے ۔ کہا ۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے ۔ ہر نیکی کم از کم دس درجے پاتی ہے اور سات سو درجوں تک بھی اللہ تعالےٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں (غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص و للّٰہیّت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ۔ سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا ۔ (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں) روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے ۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ۔ ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے ۔ اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی ۔ اور روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے ۔ اور روزہ شیطان کا وار روکنے کے لئے) ڈھال ہے ۔ جس دن کسی کو روزہ ہو ۔ عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے ۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے ۔ اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے) انتہیٰ

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے ۔ اور روزے کی جزاء ذات حق جلّ و علےٰ خود دیتا ہے (یا بنتا ہے) کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضاء الٰہی کے لئے چھوڑ دیا ۔ جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا ۔ تو گویا اُس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند کیا ۔ بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہُوا کرتی ہے ۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تشفی دیں کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں ۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرٍو رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یُشَفَّعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ یَارَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ ۔ عبداللہ بن عمرو رضؓ سے روایت کی گئی ہے ۔ کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ روزہ اور قرآن انسان کے لئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے ۔ روزہ کہے گا ۔ اے میرے رب ! میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا ۔ لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمائیے ۔ اور قرآن کہے گا ۔ میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا ۔ لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمائیے ۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی ۔

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۴ شعبان المعظم ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ مارچ ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ

عرض یہ ہے کہ انسان کی فطرت ہے کہ یہ جو چیز چاہتا ہے اس میں اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس چیز کی صورت بھی اچھی ہو اور سیرت بھی اچھی ہو۔ اگر دونوں میں انتخاب کرنا پڑے۔ تو سیرت کو ترجیح دیتا ہے۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ جس سے ہر مرد کو واسطہ پڑتا ہے۔ ہر مرد کا دل چاہتا ہے کہ اپنا گھر آباد کرنے کے لئے نکاح کر کے بیوی لائے۔ دو رشتے آئے ہیں۔ ایک لڑکی خوبصورت ہے لیکن بدزبان ہے۔ بھائی بہنوں سے لڑتی رہتی ہے۔ ماں اور باپ کا ادب نہیں کرتی۔ گھر کے کام میں ماں کی مدد نہیں کرتی۔ کوئی آ جائے تو خدمت نہیں کرتی۔ ماں سے کہتی ہے۔ تیرے رشتہ دار ہیں تو ہی پکا اور کھلا۔ دوسری لڑکی رنگ و روپ کی سادہ ہے۔ لیکن کم گو ہے۔ ماں باپ کا بڑا ادب کرتی ہے۔ گھر کا کام بڑی ہوشیاری سے کرتی ہے۔ بڑی سلیقہ شعار ہے۔ آپ ہی بتائیے ایک عقلمند آدمی کس رشتہ کو پسند کرے گا۔ اسی طرح اولاد بھی ہر شخص ایسی چاہتا ہے۔ جو ماں باپ کے لئے دل کی ٹھنڈک کا موجب بنے۔ اللہ تعالےٰ ایسی اولاد سے پناہ دے جو ہر وقت ستائے۔ ایسے بیٹوں سے تو بہتر ہے کہ اللہ تعالےٰ نہ ہی دے۔ بیٹا اگر صورت کا سادہ ہو لیکن ماں باپ کے دل کی ٹھنڈک ہے تو ماں باپ کے دل سے اس کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

جس طرح آپ جو چیز چاہتے ہیں اس میں صورت کی بجائے سیرت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی اپنے بندوں میں صورت کی بجائے سیرت کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اس کا اعلان حدیث شریف میں آتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم۔ باب الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَۃِ)

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بیشک اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے) دل میں اللہ تعالےٰ اور خلقِ خدا سے محبت ہو۔ اس کا نام ہے۔ اصلاحِ حال۔ اصلاحِ حال کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا باطن ایسا ہو جائے جو اللہ تعالےٰ کی نظر میں پسندیدہ ہو۔ اصلاحِ حال پر اعمال مرتب ہوتے ہیں۔ یہ تو تمہید تھی۔ آج کی معروضات کا عنوان ہے:

کب سمجھا جائے کہ انسان کی اصلاحِ حال ہو گئی ہے

میں پہلے کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ اصلاحِ قال اور چیز ہے اور اصلاحِ حال اور چیز ہے۔ اصلاحِ قال سے اصلاحِ حال زیادہ ضروری ہے۔ اصلاحِ قال تو منافقین کی بھی ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ ۘ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ ؕ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝)

سورہ المنٰفقون رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ جب آپؐ کے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اس کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بیشک منافق جھوٹے ہیں۔

منافقین کی اصلاحِ قال تو ہو چکی تھی۔ زبان سے کہتے تھے۔ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ۔ ان کے اس قال کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ بے شک آپ اس کے رسول ہیں لیکن منافقین کا قال ان کے حال کے مطابق نہ تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ان کو جھوٹا فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ میری اور آپؐ کی اصلاحِ حال فرما دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ اصلاحِ حال ہو جائے تو اصلاحِ قال خود بخود ہو جائیگی۔

اب میں عرض کرتا ہوں کہ کس طرح معلوم ہو کہ اصلاحِ حال ہو چکی ہے۔ اس کے کئی درجے ہیں۔ اصلاحِ حال کا پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کے جذبات اور خیالات اللہ تعالےٰ کی رضا کے تابع ہو جائیں۔ اوّل تو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کوئی خیال ہی نہ آئے۔ اگر آئے تو اس کو فوراً ہٹا دیا جائے۔ یہ درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسرا درجہ یہ ہے کہ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو اس کو اپنی اصلاحِ حال کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ ہوئی ہے یا نہیں اور ہوئی ہے تو کتنی ہوئی ہے۔ طالب صادق کے متعلق ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ طالبِ صادق وہ ہے۔ جس کا عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے شیخِ کامل کے دل سے کنکشن ہو۔ کامل کی صحبت میں باطن کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور اصلاحِ حال کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے۔ پھر انسان فطرتاً نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ ایک ہے شوق اور دوسرا ہے۔ خوف۔ اکثر مسلمان اللہ تعالیٰ کے خوف سے نماز پڑھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر نماز نہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ دوزخ میں ڈالے گا۔

بعض اللہ کے بندے شوق سے اللہ تعالےٰ کے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگر اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر اصلاحِ حال ہو جائے۔ تو طبیعت کا رُخ بدل جاتا ہے۔ اور انسان شوق سے شریعت پر چلنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ پھر یہ احکامِ الٰہی کی تعمیل جبر سے نہیں بلکہ طیبِ خاطر سے کرتا ہے۔ حضورِ انورؐ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان فرماتے ہیں:۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (رَوَاہُ مَالِکٌ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ یَّغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ)

(باب الحب فی اللّٰہ ومن اللہ۔ الفصل الثانی)

ترجمہ۔ معاذ بن جبل سے روایت ہے۔ کہا۔

مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہُوئے سُنا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو لوگ میری رضامندی کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں۔ اور جو میری رضا کے لئے باہم بیٹھتے ہیں۔ اور میری رضا کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور میری رضا کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ ان کے لئے میری محبت لازم ہوچکی ہے۔

یہ ہے **اصلاحِ حال**۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے۔ مَیں نے دُنیا کو بڑا دیکھا ہے۔ دِلّی۔ علی گڑھ اور کابل میں رہا ہوں۔ سندھ اور پنجاب کو بھی دیکھا۔ مَیں نے تویہی دیکھا۔ کہ سب طمع کے یار ہیں۔ اللہ واسطے کا تعلق بہت کم ہوتا ہے۔ اکثر دنیوی اغراض کے لئے ملنا ہوتا ہے۔ دس ہزار میں ایک بھی نہیں ہے۔ کہ محض اللہ تعالےٰ حُبّ اور بغض فعلِ قلب ہیں۔ جو محض اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ۔ ان کا آپس میں نہ کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ نہ لڑکی لینی ہے اور نہ دینی فقط اللہ واسطے محبت ہے۔ ہمارا یہ اجتماع اسی قسم کا ہے۔ کوئی سائیکل پر اور کوئی پیدل آتا ہے۔ کوئی کرایہ خرچ کرکے۔ دس میل سے کوئی بیس اور کوئی تیس میل سے آتے ہیں۔ نہ کچھ لینا اور نہ کچھ دینا۔ فقط اللہ کے نام کی کشش ہے۔ کسی صاحبِ حال سے تربیت کرانے کے بعد حب اور بغض اللہ واسطے کی ہوجاتی ہے۔ تربیت کے بغیر رشتہ داروں میں بھی خدا واسطے کی محبت نہیں۔ اسی لئے مَیں کہا کرتا ہوں کہ سب طمع کے یار ہیں۔ بے طمع کا یار ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ (هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے سب کچھ اپنے بندوں کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور مانگتا کچھ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کے بعد رسولؐ اللہ بے طمع کے یار ہیں۔ جب تک ایک کلمہ گو بھی دوزخ میں باقی ہوگا مقام محمود پر آرام نہ فرمائیں گے۔ اس کے بعد اللہ والے بے طمع کے یار ہوتے ہیں۔ باقی سب طمع کے یار ہیں۔ بیوی کو خرچ نہ دیجئے۔ سوگ میں بیٹھ جائے گی۔ گویا خاوند مرگیا۔ اسی طرح چھوٹے بچّے کو بھی ابّا پیسہ نہ دے تو بگڑ جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے ابّا پیارا نہیں پیسہ پیارا ہے۔

میرے دو مربی ہیں۔ مَیں نے ان کو کبھی ایک روپیہ نذرانہ نہیں دیا تھا۔ اس وقت کچھ ہوتا ہی نہ تھا۔ لیکن ان کو مجھ سے محبت تھی اور مجھے ان سے عشق تھا۔ حضرت امروٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ خان پور تشریف لائے ہُوئے تھے۔ ایک کمرہ میں آپ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں ان کی چارپائی کے پاس جاکر نیچے بیٹھ گیا۔ مَیں نے عرض تو کچھ اور کرنا تھا اس کے لئے مَیں نے تمہید اس طرح شروع کی کہ حضرت! میرا دل چاہتا ہے کہ میرا جنازہ ہو اور آپ کے ہاتھ ہوں۔ حضرتؒ نے مجھے بغل میں لے کر فرمایا۔ نہیں بیٹا! میرا جنازہ ہو اور تمہارے ہاتھ ہوں۔ باپ کب چاہتا ہے کہ بیٹا مرجائے اور مَیں اُس کا جنازہ پڑھوں۔ جسمانی باپ کو اپنے بیٹے سے اتنی محبت نہیں ہوتی جتنی رُوحانی باپ کو رُوحانی اولاد سے ہوتی ہے۔

اصلاحِ حال یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی کی بناء اللہ تعالےٰ کی محبت ہو۔ جو اللہ تعالےٰ کا ہے وہ ہمارا ہے۔ خواہ غریب ہو۔ جو اللہ تعالےٰ کا نہیں۔ خواہ بادشاہ وقت ہو۔ عام مسلمانوں کے ہاں یہ معیار نہیں ہے۔ وہ تو اپنی مطلب برآری کے لئے کسی کی عزت کرتے ہیں۔ اس کے متعلق حدیث شریف میں آتا ہے۔ یُکْرَمُ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّہٖ

ترجمہ۔ آدمی کی عزّت کی جاتی ہے اس کی شر کے ڈر سے۔

مَیں کہا کرتا ہوں کہ سب سرکاری عہدہ داروں کا احترام لوگ دلی عزت سے نہیں کرتے بلکہ ان کی شر سے بچنے کے لئے عزّت کرتے ہیں۔ اگر ہم نے عزّت نہ کی تو ہمیں نقصان پہنچا دینگے۔ تو گویا ان کی عزّت ان کی شر سے بچنے کے لئے کرتے ہیں۔ کیا زمیندار تحصیلدار اور تھانیدار کو بھوسہ اور دوسری چیزیں اس لئے دیتے ہیں کہ وہ مسکین ہیں؟ نہیں۔ وہ ان کے ڈنک سے بچنے کے لئے دیتے ہیں۔ جب تک افسر ہیں لوگ عزّت کرتے ہیں۔ جب افسر نہ رہے تو کوئی پوچھتا نہیں۔ ع

ما بخیر شما بسلامت

اصلاحِ حال کا ایک درجہ یہ بھی ہے۔ کہ انسان دوسروں کی اصلاحِ حال کا پتہ لگا سکے۔ اللہ والوں کی صحبت میں مدت مدیدہ تک رہ کر اپنی تربیت کرانے سے یہ حالت پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر انسان چور اور سادھ میں تمیز کرسکتا ہے۔ باطن کے اندھے تمیز نہیں کرسکتے۔ وہ مضل کو ہادی سمجھ کر گمراہ ہوجاتے ہیں۔ اکثریت باطن کے اندھوں کی ہے آپ کہتے ہیں بینا سارے اندھا کوئی کوئی۔ مَیں کہتا ہوں اندھے سارے۔ بینا کوئی کوئی۔ اللہ تعالےٰ جسے چاہتا ہے باطن کی بینائی عطا فرماتا ہے۔

شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے باطن کی بینائی حاصل ہو جاتی ہے۔ شیخ کامل کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ کتاب و سُنّت کا عالم ہو۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی اصلاحِ حال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

شوکت سلطان زاہدی گوجرانوالہ

ماہِ صیام

مبارک اہلِ ایماں کو کہ پھر ماہِ صیام آیا
جلو میں اپنی لے کر رحمتِ حق کا پیام آیا

ہلالِ ماہِ رمضاں منتظر جس کی خدائی تھی
نویدِ خرمی لے کر وُہ ماہِ خوش خرام آیا

جبینِ بندگی بے تاب تھی سجدے لُٹانے کو
صبح دم رحمتِ حق کا وُہ مستانہ پیام آیا

مرے دل میں ہزاروں طور سینا جگمگا اُٹھے
کچھ اِس انداز سے دل میں میرے شوقِ تمام آیا

طیورانِ چمن نے بھی خوشی کا راگ چھیڑا ہے
گلوں کو وجد آیا جب زباں پہ اس کا نام آیا

گنہگار آج اِترائیں نہ کیونکر اپنی قسمت پر
مئے توحید کے ساغر لئے صدر المہام آیا

جہانِ رنگ و بو میں شادیانوں کی صدا گونجی
جہانِ رنگ و بو کا اہتمام و انصرام آیا

ہُوئے در بند دوزخ کے کھُلے جنّت کے دروازے
طفیلِ احمدؐ مرسل یہ رُوح افزا پیام آیا

مزا جب ہے کہیں حوریں بھی مجھ کو دیکھ کر شوکت
محمدؐ کا غلام آیا محمدؐ کا غلام آیا

تبصرہ

(تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے)

۱۔ تاجدارِ مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
ضخامت ۱۱۲ صفحات
کاغذ۔ کتابت اور طباعت دیدہ زیب
قیمت مجلد ۱۴/

۲۔ حضرت عمرؓ
ضخامت ۶۴ صفحات
کاغذ۔ کتابت اور طباعت دیدہ زیب
قیمت مجلد ۸/

۳۔ طہارت۔
ضخامت ۸۰ صفحات
کاغذ۔ کتابت اور طباعت دیدہ زیب
قیمت مجلد ۱۰/

یہ تینوں کتابیں حضرت مولانا نسیم احمد صاحب علوی مہتمم مدرسہ نور محمدیہ قصبہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر (یو پی انڈیا) نے تالیف کی ہیں۔ اور انہیں سے مل سکتی ہیں۔ پاکستان میں رہنے والے حضرات حافظ قسیم احمد صاحب علوی بوٹ ہاؤس نیو مارکیٹ میرپور خاص (سندھ) کو کتابوں کی قیمت بھیج کر حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ تینوں کتابیں بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ لیکن بڑے بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ ان کتابوں کی زبان سادہ اور اندازِ بیان دلکش ہے۔ باوجود اختصار کے پہلی دونوں کتابوں میں سرکار مدینہؐ اور حضرت عمرؓ کی پاکیزہ زندگیوں کے تمام ضروری اور اہم واقعات درج کر دیئے گئے ہیں۔ ہماری رائے میں ان تینوں کتابوں کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

طالبانِ علومِ دینیہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین کا داخلہ انشاء اللہ ۱۰ شوال کو شروع ہو جائے گا۔ طلبہ کی ہر قسم کی کفالت (مثلاً رہائش خورد و نوش اور روزمرّہ کی ضروریات) مدرسہ کے ذمہ ہوگی۔ درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرنے والے عموماً اور ابتدائی کتابیں پڑھنے والے خصوصاً خط کے ذریعہ اطلاع دیدیں تاکہ انتظام میں آسانی ہو۔

نیز مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ اپنے مالوں سے زکوٰۃ صدقات اور چرمہائے قربانی دیتے وقت اس مدرسہ کو بھی یاد رکھیں۔ خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ (مولانا عبدالرشید صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین

بھیرہ ضلع سرگودہا

انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ میں بروز منگل ۳ فروری ۱۹۵۹ء شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی کا خطاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

أَمَّا بَعْد

خدا تعالیٰ اپنے مُلک میں کیا چاہتا ہے

محترم المقام صاحب صدر - اور معزز حاضرین - میں نے اپنی معروضات کا جو عنوان پیش کیا ہے - وہ ایسا ہے - کہ ہر کلمہ گو مسلمان کے لئے اپنے اندر جاذبیت رکھتا ہے - ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کے دل میں یہ بات راسخ ہے - کہ اس جہان کا بنانے والا اور چلانے والا ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے - اسی نے اس کو بنایا ہے - اور وُہی اسے چلا رہا ہے - اور حقیقی بادشاہ بھی وُہی ہے - باقی دُنیا کے بادشاہ کبھی تختِ سلطنت پر رونق افروز ہوتے ہیں - اور پھر وُہی بادشاہ سلامت ایک بے جان جنازہ ہوتے ہیں - جو غسّال کے ہاتھ میں کٹ پتلی کی طرح تختے پر کروٹیں بدل رہے ہوتے ہیں - اور پھر کفن پہنا کر انہیں زیر زمین دفن کر دیا جاتا ہے - بادشاہوں کی اس بیکسی اور بے بسی سے یہ ثابت ہوتا ہے - کہ حقیقی بادشاہ وہ حیّ و قیّوم ذوالجلال والاکرام ایک اللہ تعالےٰ ہی ہے جو ازل سے زندہ آ رہا ہے اور ابدالآباد تک زندہ رہے گا -

دُنیا کے عارضی بادشاہوں کی تمنّا

یہ ہوتی ہے کہ ہمارے زیر نگیں مُلک میں ہمارا ہی حکم نافذ ہو - اور ہمارے مُلک کے ہر باشندے کے دل میں ہمارا احترام ہو اور ہمارے حکم کے سامنے ہر شخص سرِ تسلیم خم کرے - اور جو شخص بھی ہمارے حکم کے تسلیم کرنے سے روگردانی کرے - اسے مجرم قرار دے کر سزا دی جائے - خواہ ان کا وزیر اعظم ہی کیوں نہ ہو - برادرانِ اسلام جب عارضی حکومت والے بادشاہوں کی مذکورۃ الصدر تمنّا جائز - صحیح اور حق بجانب خیال کی جاتی ہے -

تو حقیقی اور اصلی بادشاہ

اللہ جلّ شانہٗ کی ذات با برکات کے لئے انہیں حقوق شاہی کا تسلیم کرنا عقلاً ضروری اور اشد ضروری ہو جاتا ہے - برادرانِ اسلام اس شاہنشاہِ حقیقی عزّ اسمہٗ و جلّ مجدہٗ نے اپنے بندوں کے ہر شعبۂ حیات میں راہنمائی کے لئے جو ضابطۂ حیات نازل فرمایا ہُوا ہے

جس کا نام قرآن مجید ہے

جس کے متعلق ہر کلمہ گو مسلمان کا ایمان ہے کہ یہ الہامی کتاب ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معرفت سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالےٰ نے نازل فرمائی تھی - اور جس کو بعینہٖ ابدالآباد تک محفوظ رکھنے کا ذمہ اللہ تعالےٰ نے بایں الفاظ لیا ہُوا ہے - (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ - ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے - اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں -

معزز حضرات اس مقدس الہامی کتاب میں انسان کے

ہر شعبۂ حیات کے متعلق

مکمل ضابطہ موجود ہے - بفضلہ تعالےٰ میں دعوےٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ قرآن مجید میں اخلاقی - معاشرتی - اقتصادی - سیاسی غرضیکہ ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل راہنمائی موجود ہے - اس کے بعد دوسرا دعوےٰ بھی بھی بفضلہ تعالےٰ ذمہ داری سے فقط مسلمانوں کے سامنے ہی نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کے سامنے بڑی جُراٗت اور بلا خوف تردید پیش کر سکتا ہوں کہ دُنیا کی کسی قوم کے پاس کسی شعبہ حیات میں بھی ایسا ضابطہ موجود نہیں ہے - جس میں صحیح نقطۂ نگاہ سے انسان کی تربیت کی جا سکے - اور اس کی برکت سے انسان صحیح معنی میں انسان کہلانے کا مستحق ہو جائے - الحمد للہ یہ دعاوی جو کر رہا ہوں یہ پا در ہوا نہیں ہیں - بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں - یہ دعاوی بطور بیج کے مسلمان مردوں اور عورتوں کے دلوں میں بو رہا ہوں میں اس تیس منٹ کے تھوڑے سے وقت میں ان سب پر کس طرح روشنی ڈال سکتا ہوں - اور ان تمام جراٗت آمیز دعووں کا اصلی باعث یہ ہے کہ ایسی راہنمائی فقط اللہ تعالےٰ ہی کر سکتا ہے - جو عالم الغیب والشہادہ ہے - جس کے سامنے ابدالآباد تک پیش آنے والے حالات کا نقشہ ایسا ہی ہر وقت موجود رہتا ہے - جیسا کہ انسان کی ہتھیلی پہ کوئی چیز رکھی ہوئی ہو - اور اسے مسلمان یہ خدائی تعلیم سوائے تیرے دُنیا کی کسی قوم کے پاس موجود نہیں ہے - اسی لئے وہ قومیں اپنی عقل سے اپنا قانون بناتی ہیں - پھر جب اس قانون کے نقائص سامنے آتے ہیں تو پھر اپنے قانون میں ترمیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں - اس ترمیم کی دو قوموں میں دو مثالیں ملاحظہ ہوں -

پہلی

ہندو پہلے نکاح بیوگان کا قائل نہیں تھا

اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہندو عورتیں خاوند کے ساتھ ستی ہوتی تھیں - یعنی جب خاوند مرتا ہے تو اس کے ساتھ زندہ جل جاتی تھیں - خدا جانے اس رسم کے باعث کتنی بیچاری ہندو عورتوں نے اپنے آپ کو جلایا ہوگا - جب انگریز کا تسلّط ہُوا - تو انگریز نے حکماً اس ستی (زندہ جل مرنے) کی رسم کو موقوف کیا - اس کے بعد اخبار میں مسلمانوں کو

یاد ہوگا۔ کہ ہندو نے انگریز سے نکاحِ بیوگان کے جواز کا قانون اسمبلی میں پاس کرایا تھا۔ ہندو جہاں لاکھوں اپنی بہو بیٹیاں جلا کر آتا ہے۔ وہاں قرآن مجید نے پہلے دن ہی مسلمان کو لاکر کھڑا کیا ہوا تھا۔ قرآن مجید کا اعلان ملاحظہ ہو (وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط) الآیہ

سورہ النور رکوع ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو تم میں مجرد ہوں۔ اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں۔ سب کے نکاح کرا دو۔

نتیجہ

اس قانونِ الٰہی پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ نہ کوئی مردِ غیر شادی شدہ رہے گا اور نہ عورت رہے گی۔ لہٰذا ستی ہونے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ اس اعلانِ خداوندی میں بیوہ عورتیں بھی آجائیں گی۔ کہ ان کو بھی بے جوڑا نہیں چھوڑا جائے گا۔

دُوسری

یورپین قومیں تعدد ازواج (ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے) کی قائل نہیں تھیں ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک جو جنگِ عظیم انگریز اور جرمن وغیرہ قوموں نے لڑی تھی اس میں ہزاروں مرد موت کے گھاٹ اُتر گئے تھے۔ اس کے بعد کئی یورپین ممالک نے تعدد ازواج کا قانون اپنے ہاں رائج کیا تھا۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ اسلام پہلے دن سے ہی تعدد ازواج کا قائل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو پہلے سے ہی معلوم تھا کہ میرے بندے اسلام کی حفاظت کے لئے دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں سر دھڑ کی بازی لگا کر میدان میں نکلیں گے۔ اور پھر ان میں سے کئی جامِ شہادت پئیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ عورتوں کی تعداد بڑھتی جائیگی اور مردوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی۔ اس لئے تعدد ازواج کا قانون ضروری ہے۔ چونکہ تعدد ازواج اس وقت میرا مستقل موضوع نہیں ہے۔ اس لئے اس کے فوائد اور برکات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس ضرورت کی بناء پر اسلام میں ابتدا ہی سے تعدد ازواج کا قانون رائج چلا آرہا ہے۔

ہر بادشاہ کا ایک فطرتی حق

برادرانِ اسلام۔ ہر بادشاہ کا اپنی مملکت میں اپنی رعایا پر ایک فطرتی حق ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کی مملکت میں اس کی رعایا پر اسی بادشاہ کا تجویز کردہ قانون نافذ ہو۔ اور اس قانون کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا رعایا کے ہر فرد کا فرضِ عین ہے۔ خواہ کوئی تجارت پیشہ ہو یا ملازمت پیشہ ہو۔ خواہ اس قانون کا تعلق افراد سے ہو۔ یا جماعتوں سے ہو۔ جو شخص بھی بادشاہ کی مملکت میں رہ کر اس کی مخالفت کرے گا۔ وہ مجرم قرار دیا جائیگا۔ اور ہر مجرم اپنے جرم کی نوعیت کے لحاظ سے سزا پائے گا۔ مثلاً قانونِ شاہی کو تسلیم کرکے عملاً اس کی مخالفت کرنے والا بدمعاش کہلائے گا۔ اور جیل خانہ میں جاکر سزا کی میعاد ختم کرنے کے بعد باہر نکل آئے گا۔ اور باغی بھی جیل خانہ میں جائے گا۔ اور اُسے پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے گا۔ اس جہان دُنیا کا

حقیقی بادشاہ فقط اللہ تعالیٰ ہے

اس کے متعلق پہلا اعلان

(تَبٰرَكَ الَّذِىْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرُ ۙ) سورہ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

وہ ذات بابرکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں ساری حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دُوسرا اعلان

(اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۱۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے نہ مددگار۔

ہر دو اعلانوں کا نتیجہ

یہ نکلا کہ اس جہان دُنیا میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی حقیقی اور اصلی بادشاہ نہیں ہے۔

قرآن مجید کا اعلان

دُنیا کے بادشاہوں کو اللہ تعالےٰ ہی بادشاہ بناتا ہے

(قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِى الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝) سورہ آلِ عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تُو چاہتا ہے۔ سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے۔ جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

مملکت خُداداد پاکستان کے باشندوں سے خطاب

اگرچہ ساری دُنیا کے باشندوں کو بھی خطاب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن چونکہ اس اجلاس میں میرا خطاب باشندگانِ پاکستان سے ہے۔ اس لئے میں مملکت خداداد پاکستان کے ہر باشندے کو زوردار الفاظ میں کہدینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس مملکت کے حقیقی بادشاہ کے قانون یعنی قرآن مجید کو اپنے ہر عملِ حیات میں عملی جامہ پہنانا فرضِ عین ہے۔ اور یہ بھی واضح الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ شاہنشاہِ حقیقی کا یہ قانون آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین راہ نمائی کرتا ہے۔ خواہ وہ شعبہ اخلاقی ہو۔ یا معاشرتی۔ اقتصادی ہو۔ یا سیاسی۔

قرآن مجید کی بہترین راہنمائی کا شاہنشاہی اعلان

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط) الآیہ سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔

نتیجہ

اس اعلان کا یہ صاف نتیجہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن مجید بہترین راہ نما ہے۔

مجرم ہوگا

یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بھلا پہلے تو اس ملک پر انگریز حاکم تھا۔ جو اسلامی نقطۂ نگاہ سے کافر تھا۔ اب الحمدللہ یہ اسلامی مملکت ہے اندریں حالات اگر رعایا کا کوئی فرد قانونِ الٰہی کی مخالفت کریگا تو وہ بھی مجرم ہوگا۔ اور اگر حکام مملکت پاکستان

قرآن مجید کے قانون کو اپنا دستور العمل نہیں تسلیم کریں گے تو وہ بھی عند اللہ مجرم ہوں گے۔ کیونکہ حکام بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن یہ عذر نہیں پیش کر سکینگے کہ ہم معذور تھے۔

سب پارٹیاں مجرم ہیں

پاکستان بننے کے بعد گیارہ سال تک اللہ تعالےٰ نے حکومت کی باگ ڈور مسلمانوں کی مختلف پارٹیوں کے ہاتھ میں دی۔ باوجود مسلمان ہونے کے کسی پارٹی نے قرآن مجید کے قانون کو ملک کا قانون نہیں بنایا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے ہر پارٹی کو بر سر اقتدار آنے کے بعد کامل اختیار عطا فرمایا تھا۔ کہ ملک میں جو قانون چاہیں رائج کریں۔

احکم الحاکمین نے اپنی شان دکھائی

ہماری سابقہ حکومت کے صدر مملکت نے بھی اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے خدائی قانون (قرآن مجید) کو مملکت میں باعزت جگہ دلانے کی کوشش نہ کی۔ اور اپنی کرسی کی خیر منانے میں خاموش تماشائی کی حیثیت سے بیٹھے دیکھتے رہے پھر احکم الحاکمین کی غیرت کو جوش آیا اور اس ذات پاک نے دکھا دیا۔ کہ حاکم اعلیٰ تو تم ہو اور احکم الحاکمین میں ہوں۔ پھر آپ نے دیکھا۔ کہ ہمارے صدر محترم کس ذلت سے کراچی سے کوئٹہ اور پھر کوئٹہ سے واپس کراچی۔ اور پھر کراچی سے انگلینڈ کو روانہ ہوئے۔ میں اپنے اس صدر مملکت کے حالات کا ذکر کر کے اپنا اور آپ کا دل دکھانا نہیں چاہتا۔

ہر باشندے کا فرض

مملکت خداداد پاکستان کے ہر باشندے کا فرض ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی اس نعمت عظمےٰ کی قدر کرے۔ اور اس میں اسلام کو زندہ کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک زور لگائے۔ اور دنیا کو دکھا دے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے پیش کردہ اسلام کو دنیا کی منڈی میں لایا جائے۔ تو اس اسلام کی برکت سے اللہ تعالےٰ نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے حجاز کی بے آب و گیاہ سرزمین کے باشندوں کو قرآن مجید کو اپنانے یعنی دستور العمل بنا لینے کے باعث کسریٰ اور قیصر کے تختوں پر بٹھا دیا تھا۔ وہ آج بھی مملکت خداداد پاکستان کی مدد کرنے پر اسی طرح قادر ہے جس طرح آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے پاکستانی فوج کی امداد فرمائی بھی ہے۔ چنانچہ اس دعوے کی تصدیق ملاحظہ ہو۔

اے پاکستانی مسلمان

تو نے تقسیم ملک کے وقت محاذ کشمیر کی تازہ لڑائی جو کفر سے لڑی ہے۔ اس کی تاریخ اٹھا کر دیکھ۔ کیا تیرے ایماندار زندہ دل مجاہدوں کی امداد اللہ تعالےٰ نے نہیں کی؟ کہ ایک غازی جب ڈوگرہ فوج کے سامنے جاتا ہے تو ڈوگرہ فوج کے سپاہیوں کے ہاتھ کانپنے لگ جاتے ہیں۔ اور بدحواسی کی حالت میں یہ الفاظ کہہ رہے ہیں۔ غازی آگیا غازی آگیا۔ اور اسلام کا سرفروش مجاہد غازی ڈوگرہ سپاہیوں کی کئی کئی رائفلیں چھین کر واپس آجاتا ہے۔

مملکت پاکستان کے فوجی سرپرستوں کی خدمت میں

اگر آپ آج قرآن مجید کے قانون کو اپنا لیں۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی امداد آپ کے شامل حال ہوگی۔ آپ جنت کے وارث بن جائیں گے۔ اور تاریخ کے اوراق میں مؤرخ آپ کا نام سنہری حروف میں لکھے گا۔ کیا یہ مذکورہ الصدر تاریخی واقعہ آپ کے ایمان کی مصدقہ چیز نہیں ہے۔

اے مملکت خداداد پاکستان کے نظام کے ذمہ دار حضرات

مملکت پاکستان کے زندہ اور پائندہ رکھنے کی تدبیر جو خدا تعالےٰ کا قانون چاہتا ہے

وہ ملاحظہ ہو

آپ تو خدا جانے کیا سمجھیں گے مگر ہم مسجدوں کے حجروں میں رہنے والے گوشہ نشینوں کی بات بھی سن لیجئے۔ اور جو کچھ میں عرض کرونگا وہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں عرض کروں گا۔ اور اس طریق کار کے اختیار کرنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔ سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی ہو جائیں گے۔ اور پاکستان زندہ۔ تابندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔

قرآن مجید اور سنت نبوی کی روشنی میں تجویز کردہ پروگرام کی دفعات

۱۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں قرآن مجید کی تعلیم ہر فرد مسلم کے لئے لازمی تھی۔ خواہ مرد ہو عورت اب بھی ابتدا سے لیکر انتہا تک یعنی پرائمری سے لے کر ایم اے تک کتاب و سنت کی تعلیم لازمی ہونی چاہیئے۔ خواہ روزانہ ایک پیریڈ ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ ارکان اسلام کی پابندی ہر مرد و عورت کے لئے لازمی ہونی چاہیئے۔ اور ان کا ترک کرنا جرم ہو۔

۳۔ زناکاری کے اڈے یعنی چکلے قانوناً بند کر دیئے جائیں۔

۴۔ شراب بنانا اور پینا قانوناً جرم ہو۔ یہ دلیل پیش کرنا غلط ہے کہ دوسرے اسلامی ممالک میں یہ چیزیں کیوں بند نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص کنوئیں میں چھلانگ لگائے گا تو کیا ہم بھی ڈوب مر جائیں گے۔

۵۔ ہر بالغ مرد کو جہاد کی نیت سے فوجی تربیت حاصل کرنا لازمی ہو۔ اور اور اس کا انتظام حکومت پاکستان کرے

۶۔ پاکستان میں کسی مسلمان کے لئے کسی قسم کے ہتھیار رکھنے کی ممانعت نہ ہو

۷۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جرائم کو روکنے کے لئے جو سزائیں تجویز کی ہیں۔ انہیں کا نفاذ کیا جائے۔ ورنہ جرائم کبھی بند نہیں ہوں گے۔ اور نہ ملک میں امن ہی قائم ہو سکے گا۔

مجھے یقین کامل ہے

کہ اگر اس سانچہ میں پاکستان ڈھل گیا تو ہمیشہ امداد الٰہی اس کے ساتھ ہوگی۔ اور پاکستان زندہ۔ درخشندہ اور پائندہ رہے گا۔

ایک ضروری عرضداشت

رومن رسم الخط کا مطالبہ قرآن مجید کی منشا کے خلاف ہے

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

(وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ) الآیہ۔ سورہ ابراہیم رکوع ۱ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ انہیں سمجھا سکے۔

ہر زبان کے ساتھ دو چیزوں

کا ہونا لازمی ہے۔ ایک رسم الخط یعنی لکھنے کا طریقہ اور دوسرا تلفظ یعنی اس لفظ کو مُنہ سے کس طرح ادا کیا جائے۔ ہمارے پاکستان میں اردو زبان رائج ہے۔ لہٰذا مغربی پاکستان کے باشندوں کو کتاب و سنّت سمجھانے کے لئے اُردو زبان کے دونوں پہلو (تلفظ اور رسم الخط) محفوظ رہنے چاہئیں اگر بالفرض رومن رسم الخط رائج کر دیا جائے تو پھر یہ چیز بلسان قومہ نہیں رہے گی۔

نہایت خطرناک نتیجہ

اور ایک عرصہ کے بعد اس تحریک کا نہایت خطرناک نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہمارے بزرگوں کے سارے لٹریچر سے ہماری آنے والی نسل ناآشنا ہو جائے گی۔ اور ان کے لئے سارا لٹریچر بیکار ہو جائے گا۔ کیا ہندوستان کے سب سے بڑے اسلامی فلاسفر حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جیسے فلاسفر ہر دور میں پیدا ہونگے۔ اور کیا ان کے صاحبزادگان حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے علوم ظاہری میں فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل ہر دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور کیا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے مترجم قرآن اور کیا شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے مترجم قرآن اور کیا حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی جیسے مفسر قرآن اور کیا شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے قرآن مجید کے محشی ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے؟ اور کیا ڈاکٹر سر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ ملک الشعراء جیسے شاعر ہر گزشتہ دور میں پیدا ہوتے رہے ہیں

وہ خود ہی تو فرما گئے ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

لہٰذا

اگر رومن رسم الخط اختیار کر لیا گیا تو ان بزرگانِ دین کے ارشادات سے عام استفادہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور پھر عام آدمی اندھیروں کے گڑھوں میں جا گرینگے اور ان کی گمراہی کا باعث یہی لوگ ہونگے جو آج اُردو رسم الخط کو رومن رسم الخط میں بدلنا چاہتے ہیں۔

آخری عرضداشت کے دو حصّے

پہلا

برادرانِ اسلام۔ جس عہد کی بناء پر ہم نے اللہ تعالےٰ سے پاکستان بنوایا ہے اس پر قائم رہوگے۔ تو اللہ تعالےٰ تمہارا مددگار رہے گا۔ اسی میں تمہاری دُنیا میں عزّت اور آخرت میں نجات ہوگی۔ ورنہ یاد رکھو۔ اگر اس وعدے سے ہٹ جاؤگے۔ تو دُنیا میں ذلیل اور آخرت میں جہنّم رسید ہوگے۔

دُوسرا

میرے موجودہ دور کے مسلمان بھائیو۔ اپنے اُوپر رحم کرو۔ اور مَا اَنَا عَلَیْهِ وَ اَصْحَابِی والے ساڑھے تیرہ سو سالہ اسلام میں کانٹ چھانٹ مت کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ آپ لوگ اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہونگے۔ اُلٹا مسلمانوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاؤگے۔ اور ان حالات میں آپ کی آخرت بھی خراب ہو جائے گی۔

کیا انگریز کا منشا ہندوستان سے اسلام کو نیست و نابود کرنا نہیں تھا۔ باوجود ۹۰ سال ہندوستان میں حکومت کرنے کے کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوا؟ ہرگز نہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علماء دین کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ اور ان حضرات کی برکت سے ۹۵ یا ۹۸ فیصدی مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کا نور موجود رہا۔ اور شاید دو فیصدی انگریز کے اڈے چڑھ کر اسلام سے برگشتہ ہوئے ہوں۔ پوچھ کر دیکھ لیجئے۔ اسی شہر لاہور میں تقسیم سے پہلے کتنے کالجوں اور ہائی سکولوں کا جال بچھا ہُوا تھا۔ دُور اندیش اور سمجھدار مسلمانوں کا خیال یہ ہے۔ کہ انگریز کا منشا یہ تھا۔ کہ یہ مسلمان نام کے مسلمان رہیں۔ مگر کام کے نہ رہیں۔ باوجود انگریز کے اس منحوس ارادے کے مسلمانانِ لاہور کے دلوں میں اسلام کی عزّت۔ وقعت اور وقار موجود ہے۔ اور مجھے یہ یقین ہے۔ کہ آج اگر ایک عالم جہاد کے نام کا جھنڈا لے کر اسلام کے بچانے کے لئے میدان میں آئے۔ تو ہزارہا مسلمان اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے۔ پھر آپس میں نہ کوئی جھگڑا رہے گا نہ لڑائی رہے گی۔ میں نے اس دعوے کا عملی ثبوت کشمیر ایجی ٹیشن میں دیکھا ہے۔ جو مہاراجہ کشمیر کے خلاف مسلمانوں نے قدم اُٹھایا تھا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِى الْاَبْصَارِ وَمَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلَاغُ

ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی

سیر و سیاحت

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۷ فروری ۱۹۵۹ء

یونانی مورخ بیان کرتا ہے کہ حضرموت سے سبا کے ملک تک چالیس روز کا راستہ ہے - اور معین سے سوداگر ستّر دن میں ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہیں -

پھر کہنے لگے - اے رب دراز کر دے ہمارے سفروں کو، اور آپ اپنا برا کیا - پھر کر ڈالا ہم نے ان کو کہانیاں اور کر ڈالا چیر کر ٹکڑے ٹکڑے - بے شک اس واقعہ میں پتے کی باتیں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کو،

زبان حال سے کہا ہوگا ممکن ہے زبانِ قال سے کہنے لگے ہوں کہ اے اللہ! اس طرح سفر کا لطف نہیں آتا - منزلیں دور ہوں، آس پاس آبادیاں نہ ملیں، بھوک پیاس ستائے، تب سفر کا مزہ ہے - حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں آرام میں مستی آئی لگے تکلیف مانگنے، کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا، آبادی نہیں ملتی ویسا ہم کو بھی ہو، یہ بڑی ناشکری ہوئی جیسے بنی اسرائیل نے منّ و سلویٰ سے اکتا کر لہسن و پیاز طلب کی تھی -

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے شیرازہ بکھیر دیا - اور ان کو پارہ پارہ کر ڈالا - اکثر خاندان اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے کوئی ایک طرف کوئی دوسری طرف نکل گیا - آبادیوں کے نام و نشان حرفِ غلط کی طرح مٹ گئے - اب ان کی صرف کہانیاں باقی رہ گئیں کہ لوگ سُنیں اور عبرت پکڑیں ان کا وہ عظیم الشان تمدّن اور شان و شکوہ سب خاک میں مل گیا -

ان حالات کو سُن کر چاہیئے عقلمند عبرت حاصل کریں - جب اللہ فراخی اور عیش دے خوب شکر ادا کرتے رہیں اور تکلیف و مصیبت آئے تو صبر و تحمل اختیار کرکے اللہ سے مدد مانگیں - (حاشیۂ قرآن از مولانا عثمانیؒ)

دوسرا واقعہ

لوطؑ علیہ السلام حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ کے بھتیجے ہیں جو ان کے ساتھ عراق سے ہجرت کرکے ملکِ شام میں تشریف لائے - اور خدا کی طرف سے سدوم اور اس کے گرد و نواح کی بستیوں کی طرف مبعوث ہوئے تاکہ ان کی اصلاح فرمائیں - اور اُن گندے، خلافِ فطرت اور بے حیائی کے کاموں سے باز رکھیں - جن میں وہاں کے لوگ مبتلا تھے نہ صرف مبتلا بلکہ اس بیحیائی کے موجد تھے - اُن سے پیشتر جہان میں اس بیماری سے کوئی واقف نہ تھا - اوّلاً یہ ملعون حرکت شیطان نے سدوم والوں کو سجھائی اور وہیں سے دوسرے مقامات میں پھیلی - حضرت لوطؑ نے اس ملعون و شنیع حرکت کے عواقب پر متنبہ کیا - اور گندگی کو دُنیا سے مٹانا چاہا - لیکن لوگوں نے فیصلہ کیا کہ لوطؑ کو بستی سے نکال دینا چاہیئے تاکہ روز روز کی رُکاوٹ ختم ہو - خیر وہ ملعون تو کیا نکالتے ہاں حق تعالےٰ نے لوطؑ اور اُن کے متعلقین کو عزّت و عافیت کے ساتھ صحیح و سالم ان بستیوں سے نکال لیا اور اُن بستیوں پر عذاب مسلّط کر دیا - بستیاں اُلٹ دی گئیں اور پتھروں کا مینہ برسایا گیا مکّہ سے شام کو جاتے ہوئے اس اُلٹی ہوئی بستی کے کھنڈر نظر آتے تھے - جبرائیلؑ نے ان بستیوں کو اُٹھا کر آسمان کے قریب سے نیچے پٹک دیا - اس طرح سب بستیاں تہ و بالا ہوگئیں - حجاز و شام کے جس راستہ پر قوم لوطؑ کی بستیاں تھیں، اُن کھنڈرات کو دیکھ کر بالخصوص مومنین کو عبرت ہوتی ہے - کیونکہ وُہی سمجھتے ہیں کہ اس قوم کی بدکاری اور سرکشی کی سزا میں یہ بستیاں اُلٹی گئیں دوسرے لوگ تو اُسے محض اتفاق سمجھتے ہونگے -

تیسرا واقعہ

ذوالقرنین ایک بادشاہ تھا جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ دُنیا کے دونوں کناروں مشرق اور مغرب میں پھر گیا تھا - بعض کہتے ہیں کہ یہ لقب سکندر رومی کا ہے - اور بعض کے نزدیک کوئی مقبول خدا پرست اور دیندار بادشاہ اس سے پہلے گزرا ہے - مجموعہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے - کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیمؑ کا معاصر تھا - اور ان کی دُعا کی برکت سے حق تعالےٰ نے خارقِ عادت سامان و وسائل عطا فرمائے تھے - جن کے ذریعہ سے اُس کو مشرق و مغرب کے سفر اور محیر العقول فتوحات پر قُدرت حاصل ہوئی - حضرت خضرؑ اس کے وزیر تھے - قدیم شعرائے عرب نے اپنے اشعار میں ذوالقرنین کا نام بڑی عظمت سے لیا ہے - اور اس کے عرب ہونے پر فخر کرتے رہے ہیں - اس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ ذوالقرنین عہدِ تاریخی سے پہلے کوئی جلیل القدر عرب بادشاہ ہے - شاید سکندر کو بھی اُسی کی ایک گونہ مشابہت سے ذوالقرنین کہنے لگے ہوں -

ذوالقرنین کے سفر مشرق و مغرب کی جو کیفیت بیان کی گئی ہے - واقع میں اسی طرح ہے جو وسائل اُس کے پاس تھے - اور جو حالات وہاں پیش آئے - ان سب پر اللہ تعالےٰ کا علم محیط ہے -

"ہم نے ذوالقرنین کو جمایا تھا ملک میں اور دیا تھا ہم نے اُس کو ہر چیز کا سامان، پھر وہ ایک سفر کو سرانجام دینے لگا - یوں نظر آیا جیسے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ سورج پانی میں سے نکل رہا ہے - اور پانی ہی میں ڈوبتا ہے - حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ لکھتے ہیں ذوالقرنین کو شوق ہوا کہ معلوم کرے دُنیا کی آبادی کہاں تک بستی ہے - سو مغرب کی طرف اُس جگہ پہنچا کہ دلدل تھی نہ گزر آدمی کا، نہ کشتی کا - اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا - وہ لوگ کافر تھے - اللہ نے ذوالقرنین کو اختیار دیا کہ چاہے ان کو قتل کر دے یا پہلے اسلام کی طرف دعوت دے - ذوالقرنین نے دوسری شق اختیار کی - بولا آخرت میں بھلائی ملے گی - اور دُنیا میں ہم اس پر سختی نہ کریں گے - بلکہ اپنے کام کے لئے جب کوئی بات اُس سے کہیں گے - سہولت و نرمی کی لینگے - فی الحقیقت جو بادشاہ عادل ہو اس کی یہی راہ ہوتی ہے - بُروں کو سزا دے اور بھلوں سے نیکی کرے - ذوالقرنین نے یہی چال اختیار کی -

مغربی سفر سے فارغ ہو کر مشرقی سفر

کا سامان درست کرنے لگا۔ قرآن و حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ ذوالقرنین کے یہ سب سفر فتوحات اور ملک گیری کے لئے تھے۔ ممکن ہے۔ محض سیر و سیاحت کے طور پر ہوں۔ اثنائے سفر میں ان اقوام پر بھی گزر ہوا ہو۔ جو اس کے زیرِ حکومت آچکی تھیں اور بعض اقوام نے ایک طاقتور بادشاہ سمجھ کر ظالموں کے مقابلہ میں فریاد کی ہو۔ جس کا ذوالقرنین نے اپنی غیر معمولی قوت سے سدِّ باب کر دیا۔ انتہائے مشرق میں ایک ایسی قوم دیکھی جن کو آفتاب کی شعاعیں بے روک ٹوک پہنچتی تھیں۔ یہ یہ لوگ وحشی جانگلو ہونگے۔ گھر بنانے اور چھت ڈالنے کا اُن میں دستور نہ ہوگا جیسے اب بھی بہت سی خانہ بدوش وحشی اقوام میں رواج نہیں ہے

تیسرا سفر مشرق و مغرب کے سوا کسی تیسری جہت میں تھا۔ مفسرین اس کو عموماً شمالی سفر کہتے ہیں۔ ذوالقرنین اور اس کے ساتھیوں کی بولی وہاں کے لوگ نہیں سمجھتے تھے۔ اس قوم اور یاجوج ماجوج کے ملک میں دو پہاڑ حائل تھے جن پر چڑھائی ممکن نہ تھی البتہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں ایک درہ کھلا ہوا تھا اُس سے یاجوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے تھے۔ ذوالقرنین کے غیر معمولی اسباب و وسائل اور قوت و حشمت کو دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ ہماری تکالیف و مصائب کا سدِّ باب اس سے ہو سکے گا۔ اس لئے گزارش کی کہ "یاجوج ماجوج" نے ہمارے ملک میں اودھم مچا رکھی ہے یہاں آکر قتل و غارت اور لوٹ مار کرتے رہتے ہیں۔ آپ اگر ہمارے اور اُن کے درمیان کوئی مضبوط روک قائم کر دیں جس سے ہماری حفاظت ہو جائے۔ تو جو کچھ اس پر خرچ آئے ہم دینے کو تیار ہیں۔ چاہے آپ ٹیکس لگا کر ہم سے وصول کر لیں۔ ذوالقرنین نے کہا مال میرے پاس بہت ہے۔ مگر ہاتھ پاؤں سے تم بھی ہمارے ساتھ محنت کرو۔ اوّل لوہے کے بڑے بڑے تختوں کی اُوپر نیچے تہیں جمائیں۔ جب اُن کی بلندی دونوں پہاڑوں کی چوٹی تک پہنچ گئیں لوگوں کو حکم دیا کہ خوب آگ دھونکو جب لوہا آگ کی طرح سُرخ ہو کر تپنے لگا۔ اُس وقت پگھلا ہوا تانبا اُوپر سے ڈالا۔ جو لوہے کی درزوں میں بالکل پیوست ہو کر جم گیا۔ اور سب مل کر پہاڑ سا بن گیا۔ یہ سب کام اس زمانہ میں بظاہر خارق عادت طریقہ سے انجام پائے ہونگے جسے ذوالقرنین کی کرامت سمجھنا چاہئے۔ یا ممکن ہے اس وقت اس قسم کے آلات و اسباب پائے جاتے ہوں۔ حق تعالےٰ نے یاجوج ماجوج کو طاقت نہیں دی کہ دیوار پھاند کر یا توڑ کر ادھر نکل آئیں۔ محض خدا کی مہربانی سے روک قائم ہو گئی۔

جائے عبرت

بڑی بڑی طاقتور قومیں مثلاً عاد و ثمود جنہوں نے زمین کو کاشت کر کے لالہ و گلزار بنا دیا۔ اُسے کھود کر چشمے اور کانیں نکالیں۔ ان منکرین سے بڑھ کر تمدّن کو ترقی دی، لمبی عمریں پائیں اور زمین کو ان سے زیادہ آباد کیا وہ آج کہاں ہیں۔ جب اللہ کے پیغمبر کھلے نشان اور احکام لے کر آئے۔ اور انہوں نے تکذیب کی تو کیا نہیں سُنا کہ انجام کیا ہوا کس طرح تباہ و برباد کئے گئے۔ اُن کے ویران کھنڈر آج بھی ملک میں چل پھر کر دیکھ سکتے ہیں۔ کیا اُن میں ان بےفکروں کے لئے کوئی عبرت نہیں۔

بڑے بڑے زور آور مدعی اللہ کی گرفت سے نہ بچ سکے۔ مثلاً عاد و ثمود وغیرہ یہ بیچارے تو چیز کیا ہیں خوب سمجھ لو کہ آسمان و زمین کی کوئی طاقت اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ علم اس کا محیط اور قدرت اس کی کامل، پھر معاذ اللہ عاجز ہو تو کدھر سے۔

پہلے بہت قومیں گزر چکیں جو جتھے اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں اُنہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یونہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔ وجوہِ معاش اور مادی ترقیات کا جو علم اُن کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے۔ اسی پر اتراتے رہے اور انبیاء علیہم السلام کے علوم و ہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اُڑاتے رہے آخر ایک وقت آیا جب اُن کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی۔ اور ان کا استہزاء و تمسخر خود ہی ان پر اُلٹ پڑا۔

بڑے بڑے پختہ بلند عالی شان قلعی چُونے کے محل ویران کھنڈر بن کر رہ گئے۔ جن میں کوئی بسنے والا نہیں۔ اُن تباہ شدہ مقامات کے کھنڈر دیکھ کر کبھی غور و فکر نہ کیا ورنہ ان کو سچی بات کی سمجھ آجاتی اور کان کھل جاتے آنکھوں سے دیکھ کر اگر دل سے غور نہ کیا تو وہ نہ دیکھنے کے برابر ہے۔ گو اس کی ظاہری آنکھیں کھلی ہوں پر دل کی آنکھیں اندھی ہیں۔

آداب سفر

۱۔ حضرت کعب ابن مالکؓ کہتے ہیں۔ جنگِ تبوک کے واسطے حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعرات کے روز چلے تھے اور آپؐ کو جمعرات کا سفر پسند تھا۔

۲۔ آپؐ نے فرمایا جس جماعت کے ہمراہ کُتّا اور گھنٹی ہوتی ہے اس کے ہمراہ ملائکہ رفاقت نہیں کرتے۔

۳۔ حضرت عمر ابن شعیبؓ بیان کرتے ہیں کہ تنہا مسافر شیطان ہے اور دو بھی شیطان اور تین شخصوں کا قافلہ شمار کیا جاتا ہے۔

۴۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں رسول کریمؐ نے فرمایا۔ جب تین شخص سفر میں ہوں تو ان میں سے ایک کو اپنا امیر بنا لیں۔

۵۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں نبی انورؐ نے فرمایا تم لوگ شب میں سفر کرنے کو لازم پکڑو۔ کیونکہ شب میں سفر بہت جلدی طے ہوتا ہے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسولِ مقبولؐ نے فرمایا سفر ایک عذاب کا حصہ ہے تمہارا کھانا پینا اور سونا سب حرام کر دیتا ہے تم میں سے جب کسی کی حاجت پوری ہو جایا کرے تو فوراً ہی اپنے اہل و عیال میں واپس آجایا کرے

۷۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول اکرمؐ سفر سے واپس آنے کے بعد اپنے مکان میں شب کو نہیں داخل ہوتے۔ بلکہ صبح کو یا بعد عصر۔

۸۔ حضرت جابرؓ کا بیان ہے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ جب سفر سے واپس ہو کر آیا تو آپؐ نے فرمایا پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز ادا کر لو۔

۹۔ حضرت کعب ابن مالکؓ کہتے ہیں جب کبھی نبی اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سفر سے واپس آتے تو چاشت کے وقت داخلہ فرماتے اور اولاً مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر لوگوں کے انتظار میں وہیں قیام فرمائے رہتے تاکہ لوگ ملاقات کر لیں۔ (مشکوٰۃ)

بچوں کا صفحہ

حاجی کمال الدین

رمضان شریف کی آمد پر حضورؐ کا ایک وعظ (۱)

عزیز بچو! آج کی فرصت میں ہم آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وعظ پیش کرتے ہیں جو آپ نے شعبان کی آخری تاریخ میں صحابۂ کرامؓ کو فرمایا تھا۔ اس سے آپ بخوبی سمجھ جائیں گے کہ رمضان شریف کا مہینہ کیسا مبارک مہینہ ہے۔ اگر ہم نے اس کی قدر نہ کی، تو بہت پچھتانا پڑے گا۔ یہ معلوم ہوگا کہ ہم نے اپنا سب کچھ کھو دیا۔ جس کی تلافی شاید ہی اب ہو سکے۔

حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم لوگوں کو وعظ فرمایا کہ تمہارے پاس ایک مہینہ آ رہا ہے۔ جو بہت بڑا مبارک مہینہ ہے۔ اس میں ایک رات ہے (شب قدر) جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک نے رمضان شریف کے روزے کو فرض فرمایا ہے۔ اور اس کی رات کے قیام یعنی تراویح کو ثواب کی چیز کو بنایا ہے۔ جو شخص اس مبارک مہینے میں کوئی نفلی کام کر کے اللہ کو خوش کرے۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں فرض ادا کیا۔ اور جو اس ماہ مبارک میں کسی فرض کو ادا کرے۔ وہ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے۔ اور صبر کا بدلہ جنّت ہے۔ اور یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا ہے۔ اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ تو اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور دوزخ سے بچنے کا سبب ہوگا۔ اور روزے دار کے ثواب کی مانند اس کو ثواب ملے گا۔ مگر اس روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کم نہیں کیا جائیگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول ہم میں سے ہر شخص تو اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کا روزہ کھلوائے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ پیٹ بھر کر کھلانے پر منحصر نہیں ہے یہ ثواب، تو اللہ پاک، اس پر بھی عنایت فرما دیتے ہیں۔ کہ کوئی ایک کھجور ہی سے افطار کرا دے۔ یا ایک گھونٹ پانی یا لسّی ہی پلا دے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا پہلا حصّہ اللہ پاک کی رحمت ہے۔ اور بیچ کا حصّہ مغفرت ہے۔ اور آخر کا حصہ دوزخ سے رہائی ہے۔ جو شخص اس مبارک ماہ میں اپنے غلام یا نوکر کے بوجھ کو کم کر دے۔ نرمی سے کام لے سختی سے نہ لے تو اللہ پاک اس کی مغفرت فرماتے ہیں۔ اور آخیر میں فرمایا کہ چار چیزوں کی اس میں بہت زیادہ کثرت رکھا کرو۔ جن میں سے دو چیزیں تو محض اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لئے اور دو چیزیں ایسی ہیں کہ جن سے تمہیں چارۂ کار نہیں۔ پہلی دو چیزیں کہ جن سے تم اپنے رب کو راضی کرو۔ یہ ہیں کلمہ طیبہ اور استغفار کو بہت پڑھا کرو۔ اور دوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنّت کی خواہش کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔ جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلا دے تو حق تعالےٰ قیامت کے دن میرے حوض کوثر سے اس کو ایسا پانی پلائیں گے کہ جس کے بعد جنّت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

پیارے بچّو! یہ تو حضورؐ کے وعظ کا خلاصہ اور ترجمہ ہے۔ اب اس کے ہر ہر پہلو پر اگر روشنی ڈالی جائے تو بہت وقت چاہیئے۔ یہ بھی ڈر ہے کہ آپ لوگ پڑھتے پڑھتے اُکتا نہ جائیں۔ کیونکہ اس زمانے میں دین اسلام کی باتوں سے جس قدر بے پروائی برتی جا رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ہر شخص اپنی ہی حالت میں غور کرنے سے معلوم کر سکتا ہے۔ لہٰذا مختصر عرض کر دینا ہی مناسب سمجھا۔ خدا تعالےٰ اسی کو قبول فرمائیں اور ہم سب کو عمل کی توفیق بخشیں۔

عزیز بچّو! حضورؐ کے اس مبارک وعظ سے چند باتیں معلوم ہُوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضورؐ نے شعبان کی آخیر تاریخ میں خاص طور سے یہ وعظ فرمایا اور لوگوں کو تاکید فرمائی تا کہ رمضان شریف کا ایک منٹ بھی لاپروائی۔ سُستی اور غفلت میں نہ گزر جائے۔ قاعدہ ہے کہ جو چیز عین وقت پر بیان کی جائے وہ یاد رہتی ہے۔ اس لئے لوگوں کو خوب ہوشیار اور چوکنا رہنے کی غرض سے یہ وعظ شعبان کی آخری تاریخ میں بیان فرمایا۔ تا کہ کوئی رمضان شریف کی برکتوں اور رحمتوں سے محروم نہ رہے۔ پھر اس وعظ میں سارے مہینے کی فضیلتیں بیان فرمانے کے بعد چند ضروری کاموں کی طرف خاص طور پر متوجہ فرمایا۔ سب سے پہلے شب قدر کی رات کا ذکر فرمایا۔ واقعی یہ رات بہت ہی برکت والی اور خیر کی رات ہے۔ اور قرآن شریف میں اس کو ہزار مہینوں سے افضل بتلایا ہے۔ ہزار مہینے کے تراسی سال چار ماہ ہوتے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس کو اس رات کی عبادت نصیب ہو جائے۔ جو کوئی اس رات کو عبادت میں گزار دے گویا اُس نے تراسی برس چار ماہ سے زیادہ عرصہ عبادت میں گزار دیا۔ اللہ پاک کا بہت ہی بڑا انعام ہے کہ قدر دانوں کے لئے یہ ایک بے بہا نعمت عطا فرمائی۔ اور یہ نعمت صرف حضورؐ کی اُمّت کو مرحمت فرمائی ہے۔ پہلی اُمتوں کو نہیں ملی۔ اس انعام کا سبب کیا ہُوا۔ اس بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضورؐ نے پہلی اُمّتوں کو دیکھا کہ ان کی عمریں بہت لمبی ہُوئی ہیں۔ اور آپ کی اُمّت کی عمریں بہت تھوڑی ہیں۔ اگر وہ نیک اعمال میں ان کی برابری بھی کرنا چاہیں تو ناممکن ہے۔ اس لئے اللہ کے لاڈلے نبیؐ کو رنج ہُوا۔ اس کی تلافی میں یہ رات مرحمت ہُوئی۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا کہ ایک ہزار مہینے تک اللہ کے راستے میں جہاد کرتا رہا۔ صحابہؓ کو اس پر رشک آیا تو اللہ پاک نے اس کی تلافی کے لئے اس رات کا نزول فرمایا۔ بہرحال سببِ نزول جو کچھ بھی ہُوا ہو۔ لیکن اُمّتِ محمدیہؐ کے لئے اللہ پاک کا یہ بہت ہی بڑا انعام ہے۔ اور یہ رات بھی اُسی کا عطیہ ہے۔ اور اس میں عمل بھی اسی کی توفیق سے میسّر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا